بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

کچھ دنوں سے پنجاب بالعموم اور لاہور بالخصوص، پیپلز پارٹی سے نالاں اور ناراض عناصر کی جولانگاہ بنا ہوا ہے - ابتداء میں مسٹر حنیف رامے جو پیپلز پارٹی کی اصولی کمیٹی کے رکن اور پنجاب میں پیپلز پارٹی کے دورِ اقتدار سے اب تک مشیر وزیر، اور وزیر اعلیٰ کے منصب پر براجمان رہے ہیں، نے ہلکے ہلکے انداز سے پارٹی چیئرمین اور پارٹی پر نقد و تعریض شروع کی، جس نے رفتہ رفتہ ایک کھلم کھلے مظاہرے اور احتجاج کی صورت اختیار کرلی - بعد ازیں ملک غلام مصطفےٰ کھر، پیپلز پارٹی کے سابق ولی عہد اور پنجاب کے سابق بااختیار گورنر، وزیر اعلیٰ اور پھر بے اختیار گورنر نے ہلکے سروں میں اپنا راگ شروع کیا - آخرش ایک دن دھماکہ خیزی میں اپنے پارٹنر حنیف رامے کو بھی پیچھے چھوڑ گئے - اور جب سے اب تک ان چند دنوں میں پیپلز پارٹی کی پنجاب میں کایا پلٹ ہو کر رہ گئی ہے - بیشمار شہروں، قصبوں، اور دیہاتوں میں پیپلز پارٹی کے لاتعداد یونٹ ٹوٹ چکے، ٹوٹ رہے یا ٹوٹ جائیں گے، اور متعدد مقامات سے اس کا بالکل صفایا ہو کر رہ گیا -

اگرچہ ہم نے پیپلز پارٹی کو کبھی ایک جماعت کی حیثیت سے یا ایک تنظیم کی حیثیت سے نہ جانا ہے نہ پہچانا، کہ ہمارے نزدیک اس کی حیثیت جماعت سے زیادہ، قسمت آزما اور طالع مند ایک دھڑے اور گروہ ہی کی رہی ہے، لیکن پھر بھی پنجاب کی حد تک وہ دھڑے بندی اور گروہ بندی بھی تتر بتر ہو کر رہ گئی ہے -

حنیف رامے اور مصطفےٰ کھر کا سب سے بڑا اعتراض پیپلز پارٹی کے چیئرمین پر یہ ہے کہ انہوں نے پورے ملک کو اپنی جاگیر بنا رکھا اور اس مناسبت سے اپنی روش ایک جاگیردار کے روپ میں ڈھال رکھی ہے کہ جو ان کے جی میں آئے، اس کے علاوہ کوئی اور بات بروئے کار نہیں لائی جا سکتی -

انہوں نے چاہا تو مصطفیٰ کھر کو گورنری میں وزارتِ علیا کے اختیارات سونپ دیئے اور چاہا تو گورنری کو وزارتِ علیا میں تبدیل کر دیا۔ ان کے دل میں آئی تو کھر رخصت ہو گئے اور سنگھاسنِ وزارت، رامے کا مقدر ٹھہرا، اور پھر ان کی طبیعت نے کروٹ لی تو کھر ان پر مسلط کر دیئے گئے۔ دونوں طرف سے کھینچا تانی ہوئی اور بقول ان دونوں کے، کہ ہم میں سے ہر ایک کو اوپر سے ہی اشارہ ہوا کہ ایک دوسرے کو ٹھینگی دی جائے اور جب دونوں اس میں جُت گئے تو بیک جنبشِ قلم دونوں کو میدانِ مناصب سے باہر کر دیا گیا اور ماضی کی قدیم روایتوں کے برعکس نہ صرف یہ کہ جاتے ہوئے ان کی تعریف اور توصیف نہ کی گئی کہ قدیم سے ریت یہی چلی آ رہی ہے، بلکہ اس کے برعکس طعن و تشنیع کے تیر پھینکے گئے، ناکامی اور نااہلیت کے چرکے لگائے گئے اور بے سمجھی اور کم عقلی کی فردِ جرم عائد کی گئی۔ اب دونوں کا اس پہ بپھرنا اور اور بپھر کر نکھرنا ایک قدرتی اور فطری امر تھا۔ چنانچہ دونوں بیک وقت بپھرے، ایک کی سرکوبی کے لئے اسلام آباد سے "شیخ الاسلام"، کو بھیجا گیا اور خلوتیانِ راز کے بقول مقصود یہ بھی تھا کہ اس طرح دوسرے کو الگ کیا جائے اور توجہ زیادہ تیز سے کم آمیز کی طرف موڑی جائے، لیکن تیر کمان سے نکل چکے تھے اور وہی ہوا جس کے ہونے کا یقین تھا، مصطفیٰ کھر اپنے حوالیوں اور موالیوں سمیت پیپلز پارٹی سے بیک بینی و دو گوش نکلے یا نکلنے پر مجبور کر دیئے گئے اور دوسرے نے برائی مخاصمت کے باوصف، زبانی نہ سہی تو، عملی طور پر پہلے کی تائید کر دی، اور شاید ان سطور کے آنے تک ان کے عمل اور قول میں مطابقت اور موافقت بھی پیدا ہو چکی ہو کہ اس سے بہتر ضرب لگانے اور جاگیردار کے ہوش ٹھکانے پر لانے کے مواقع نہیں آ سکتے۔

اب ہر طرف ہاؤ ہو ہے کہ صوبوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھا جا رہا ہے اور خصوصاً پنجاب پہ مشقِ ناز کچھ زیادہ ہی فرمائی جا رہی ہے، آئینی اداروں کے تقدس کو مجروح کیا جا رہا اور ان کے احترام کو پامال کیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کا ان پہ اعتقاد باقی نہ رہے اور ایک ہی ساتھ لوگوں کی آشاؤں اور تمناؤں کا مرکز بن جائے۔ ملک کے مختلف صوبیداران ایسے مقرر کئے جا رہے ہیں جن کا عوام سے کوئی تعلق نہ ہو بلکہ جو ایک مخصوص مزاج کے حامل اور مخصوص ماحول کے پروردہ ہوں۔ چنانچہ عوام کے نام پہ برسرِ اقتدار آنے والوں کا عالم یہ ہے کہ چاروں صوبوں میں عوام نام کی کوئی چیز برسرِ اقتدار نہیں، پنجاب میں دونوں مقتدر شخصیتیں نواب ابنِ نوابوں کی، بلوچستان میں وزیر اعلیٰ نواب اور گورنر نوابوں کے بھی نواب، سندھ میں گورنر بیگم نواب زادہ اور وزیر اعلیٰ ایک بڑے جاگیردار اور بہت ہی

(بقیہ بر صفحہ ۲۸)